27

اذان کے کلمات اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتے ہیں

ان کلمات کو سمجھنے اور ان کے مطابق کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

(فرمودہ 16 نومبر 1951ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جب انسان کی طبیعت کمزور ہوتی ہے تو بیماری اس پر غالب آ جاتی ہے۔ میں اپنے کمرہ سے صحیح وسالم نکلا تھا اور آج ایک خاص مضمون پر خطبہ جمعہ پڑھنے کا خیال تھا لیکن کمرہ سے ڈیوڑھی تک آتے ہوئے ایک منٹ یا نصف منٹ کے لیے میری بائیں طرف سورج کے سامنے آ گئی اور اتنی دیر کی شعاعوں کی وجہ سے ایسی سر درد شروع ہو گئی کہ اب ایک ایک لفظ بولنے میں دقّت محسوس ہو رہی ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں مضمون تو کوئی اَور سوچ کر آیا تھا لیکن جب مؤذّن اذان دے رہا تھا اور میں اُس کے مقابلہ میں حسبِ سنّت اور حسبِ ارشادِ نبوی آہستہ آہستہ اذان کے کلمات دہرا رہا تھا[1] تو جب مؤذّن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچا اور بجائے اُن کلمات کے جو وہ کہہ رہا تھا میں نے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا شروع کیا۔ تو میرا ذہن ادھر منتقل ہوا کہ آج مختصراً اِسی کے متعلق خطبہ جمعہ پڑھ دوں۔ مؤذّن کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو سننے والے کو ارشاد

ہوتا ہے کہ وہ بھی کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اور ایک مومن اور دین سے واقفیت رکھنے والا آدمی مؤذّن کے ساتھ ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے (ان کلمات کو بلند آواز سے دہرانے کا حکم نہیں)۔ اس لیے جب مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک مومن اور واقفِ دین ان الفاظ کو دہراتا ہے تو دوسرے شخص کو پتا نہیں لگتا۔ پھر جب مؤذّن کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اِس پر سننے والے کو ارشاد ہوتا ہے کہ تم بھی کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اور ایک مومن اور واقفِ دین ان کلمات کو دل میں دہراتا ہے۔ مؤذّن اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ سننے والا یہ کلمہ دل میں دہرائے۔ اور ایک مومن اور واقفِ دین یہ کلمہ اپنے دل میں دہراتا ہے۔ پھر مؤذّن کہتا ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو ارشاد ہوتا ہے تم بھی یہ کلمہ دل میں دہراؤ۔ اور ایک مومن اور واقفِ دین یہ کلمہ دل میں دہراتا ہے۔ پھر مؤذّن کہتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو ارشاد ہوتا ہے تم یہ کلمات نہ دہراؤ بلکہ جب مؤذّن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتا ہے تو تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو۔ چنانچہ جب مؤذّن یہ کلمات کہتا ہے تو ایک مومن اور واقفِ دین لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہتا ہے۔ گو بعض لوگوں نے تفقّہ سے کام لے کر یہ فتویٰ دیا ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے کے بعد وقفہ میں تم یہ کلمات بھی دہرالیا کرو۔ اور عادۃً اکثر دفعہ میں بھی ان کلمات کو دُہرالیا کرتا ہوں لیکن یہ تفقّہ زیادہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ میں عادۃً تو ان کلمات کو دُہرالیتا ہوں لیکن جب سوچتا ہوں تو بات وہی صحیح معلوم ہوتی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور اُس پر زیادتی اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ پھر مؤذّن کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو ارشاد ہوتا ہے تم بھی یہ کلمات کہو۔ اور ایک مومن اور واقفِ دین دل میں ان کلمات کو دہراتا ہے۔ پھر مؤذّن کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو ارشاد ہوتا ہے کہ تم بھی یہ کلمہ دہراؤ۔ اور ایک مومن اور واقفِ دین اس کلمہ کو دل میں دہراتا ہے۔

غرض جب مؤذّن اذان دیتا ہے تو سننے والا اذان کے کلمات کو دہراتا ہے لیکن جو مؤذّن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتا ہے تو وہ ان کلمات کو دہراتا نہیں بلکہ جب مؤذّن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتا ہے تو سننے والا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہتا ہے۔ جن لوگوں نے تفقّہ سے یہ فتویٰ دیا ہے کہ وقفہ میں ان الفاظ کو بھی دہرالیا جائے اُن کی بنیاد اِس بات پر ہے

کہ جب اذان کے باقی کلمات دہرائے جاتے ہیں تو ان الفاظ کو بھی دہرا لینا چاہیے۔ لیکن اگر ہم ان کلمات کے معنوں پر غور کریں تو بات وہی صحیح معلوم ہوتی ہے جو احادیث میں مروی ہے کہ ان کلمات کی بجائے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنا چاہیے۔ مؤذّن زور سے کہہ رہا ہوتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اے لوگو! جلدی توجہ اور تعہّد کے ساتھ نماز کی طرف آؤ۔ اے لوگو! جلدی آؤ۔ توجہ کے اور تعہّد کے ساتھ فلاح کی طرف آؤ۔ اور ہم ان کلمات کو دل میں کہتے ہیں۔ اب مؤذّن کی آواز چونکہ بلند ہوتی ہے اس لیے لوگ اُس کی آواز کو سنتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہوئے مسجد میں آ جاتے ہیں۔ لیکن اگر ہم دل میں ان کلمات کو دہرائیں تو انہیں کون سنتا ہے اور کون ان پر عمل کرتا ہے؟ پس اس میں کوئی معقولیت معلوم نہیں ہوتی۔ مؤذّن جب اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو سننے والا ان الفاظ کو دل میں دہراتا ہے اور کہتا ہے مؤذّن نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔ میری ذات بھی خدا تعالیٰ کی تکبیر پر ایمان لاتی ہے۔ مؤذّن جب کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو سننے والا بھی اس کلمہ کو دل میں دہراتا ہے اور کہتا ہے مؤذّن ٹھیک کہتا ہے میں بھی خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان لاتا ہوں۔ مؤذّن جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو سننے والا اپنے دل میں اس کلمہ کو دہراتا ہے اور کہتا ہے مؤذّن ٹھیک کہتا ہے میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ لیکن جب مؤذّن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ کہتا ہے تو اس کی بات معقول نظر آتی ہے کہ وہ مینار پر کھڑا بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ اے لوگو! سُرعت، توجہ اور تعہّد کے ساتھ نماز کے لیے مسجد میں آؤ اور بسا اوقات سننے والا اس آواز کو سن کر مسجد میں آ جاتا ہے۔ لیکن اگر میں اِس کلمہ کو دل میں دہراتا ہوں تو اس میں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی۔ میری آواز کون سنتا ہے اور کون اس آواز پر عمل کرتا ہے۔ جہاں تک فرد کا سوال ہے مؤذّن اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو میں بھی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ وہ جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو میں بھی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ جب وہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو میں بھی کہتا ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ گویا جہاں تک انسانی نفس کا سوال ہے جب مؤذّن اذان کے کلمات کہتا ہے تو ہر سننے والا وہ کلمات دل میں دہرا سکتا ہے۔ آہستہ آہستہ بھی اور وراء الوراء یعنی شعور کے طور پر بھی۔ لیکن جس بات کا تعلق دوسرے لوگوں سے ہے اس کو اپنے دل میں کہنا اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ مثلاً ایک شخص

کہتا ہے اے لوگو! کان کھول کر سن لو کہ فلاں شخص بیوقوف ہے اور وہ یہ بات اپنے دل میں کہہ رہا ہے تو دوسرے لوگوں کو اس کا پتا کیسے لگے گا۔ پس اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا دل میں دہرانا سمجھ میں آ سکتا ہے، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا دہرانا سمجھ میں آ سکتا ہے کیونکہ ان کلمات کا تعلق انسانی ذات سے ہے لیکن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کا دہرانا سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ کہنے والا کہتا ہے کہ اے لوگو! تم سُرعت، توجہ اور تعہّد کے ساتھ نماز کی طرف آ ؤ۔ اِس کلمہ کا تعلق اپنی ذات سے نہیں بلکہ دوسرے افراد سے ہے اور جب وہ دوسرے افراد کو کہتا ہے تم سرعت، توجہ اور تعہّد کے ساتھ نماز کی طرف آ ؤ اور یہ بات آہستہ کہتا ہے تو دوسرے افراد کو پتا کیسے لگے گا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ لیکن مؤذّن جب یہ کلمات کہتا ہے تو بلند آواز سے کہتا ہے، لوگ اُس کی آواز کو سنتے ہیں اور ان میں سے اکثر مسجد میں آ جاتے ہیں۔ یہاں دوڑنے سے مُراد جسمانی دوڑنا نہیں بلکہ اس سے مُراد روحانی دوڑ میں شامل ہونا ہے۔ اسی طرح مؤذّن کہتا ہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اے لوگو! تم سرعت، توجہ اور تعہّد کے ساتھ کامیابی کی طرف آ ؤ۔ اور جس شخص کے کان میں یہ آواز پڑتی ہے وہ کہتا ہے ٹھیک بات ہے اور اکثر دفعہ وہ مسجد کی طرف چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر تم ان کلمات کو آہستہ آہستہ کہتے ہو تو تمہاری آواز کو کون سنتا ہے؟ کون اس پر عمل کرتا ہے؟ کس کی توجہ پھیرنے کا یہ کلمات موجب ہوتے ہیں؟ پس اس میں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی کہ ان کلمات کو دہرایا جائے۔ لیکن لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنے میں معقولیت پائی جاتی ہے کیونکہ مؤذّن نے کہا تھا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تم سرعت، توجہ اور تعہّد سے نماز کی طرف آ ؤ اور حقیقی نماز یعنی کامل توجہ سے ذکرِ الٰہی کرنا اور دنیا کی اشیاء سے منہ موڑ لینا بہت بڑا کام ہے اسے ہر انسان نہیں کر سکتا۔ اِس لیے جب مؤذّن کہتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو مومن کہتا ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہ میں چلوں گا تو سہی، میں مسجد میں آنے کی کوشش تو کروں گا اور توجہ اور تعہّد سے نماز کی طرف آ ؤں گا لیکن نماز کی جو شرائط ہیں اُن کو پورا کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ نماز میں توجہ کو قائم کرنا، خدا تعالیٰ کی صفات کو سمجھنا، خدا تعالیٰ کی محبت کو کامل طور پر پیدا کر لینا اور یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالیٰ مجھے نظر آتا ہے یہ بہت بڑا کام ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ ہی مدد کرے تو میں کر سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی یہ کام بہت بڑا ہے اور اس کا کرنا میری طاقت میں نہیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ اِسی طرح جب مؤذّن کہتا ہے حَیَّ

عَلَى الْفَلَاحِ اے لوگو! کامیابی کا رستہ کھل گیا ہے دوڑو اور اس پر پروانہ وار گر جاؤ۔ تو اب چلنا اور کوشش کرنا تو انسان کے اختیار میں ہے لیکن کامیابی کو پالینا اس کے اختیار میں نہیں۔ فلاح اینٹ اور چونے کی بنی ہوئی چیز نہیں کہ کوئی مسجد میں جائے اور اسے اُٹھا لائے۔ فلاح غیر مرئی چیز ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بینائی سے نظر آتی ہے۔ اور جب وہ غیر مرئی چیز ہے اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بینائی سے نظر آتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ہی مدد کرے تو وہ حاصل ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ اس لیے جب مؤذّن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتا ہے تو سننے والا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی مدد سے ہی میں فلاح کو حاصل کرسکتا ہوں ورنہ نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں لوگ مسجدوں میں جاتے ہیں اور خالی ہاتھ آ جاتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں فلاح نہیں ہوتی، اُن کے کپڑوں میں فلاح نہیں ہوتی لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے فلاح وہاں ہے آ ؤ اور اسے لے لو۔ تو معلوم ہوا کہ یہ غیر مرئی چیز ہے اور یہ خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اس کی دی ہوئی بینائی سے ہی نظر آتی ہے۔ اور جب یہ غیر مرئی چیز ہے اور یہ خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے تو جب مؤذّن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتا ہے تو سننے والا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے کہ میں ضرور آؤں گا، کوشش کروں گا اور اپنا سارا زور لگاؤں گا۔ لیکن فلاح عطا کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ مدد کرے تو میں اس کے حصول میں کامیاب ہوسکتا ہوں ورنہ نہیں۔ پس اِن دونوں کلمات حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی بجائے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔

یہ کلمات اپنے اندر بہت بڑی حقیقت رکھتے ہیں اور ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہوسکتا تھا کہ کوئی شخص اذان کے کلمات کو دہراتا اور وہ سوچتا بھی نہ کہ ان کے اندر کتنی بڑی حقیقت پوشیدہ ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو توجہ دلا دی کہ یہ حصہ پہلے حصہ سے الگ ہے۔ یہاں انسانی کام ختم ہوتا ہے اور خدائی کام شروع ہوتا ہے۔ اس لیے تم اِس کام کے لیے خدا تعالیٰ کی مدد حاصل کرو۔

افسوس کہ بوجہ بیماری مَیں اس مضمون کو ختم نہیں کر سکا۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اِنْشَاءَ اللّٰهُ اگلے جمعہ میں مَیں اسے بیان کروں گا۔ آج میں صرف یہی بتانا چاہتا ہوں کہ اذان کے

کلمات اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتے ہیں۔ انہیں سمجھنے اور ان کے مطابق کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے''۔ (الفضل 25 نومبر 1951ء)

---

1 : صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن لِمَنْ سَمِعَهُ ثم يُصَلِّي عَلَى النبيِّ ﷺ ثُمَّ يَسَأَلُ اللّٰهَ لَهُ الْوَسِيْلَةَ.